کرکے روس کے شاہی کتب خانہ میں داخل کردیا تھا۔ روس نے اس نسخہ کو ایک لاکھ پونڈ کی قیمت پر حکومت انگلستان کے ہاتھ فروخت کردیا تھا اور اب یہ نسخہ وہاں کی میوزیم میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ میں آنحضورؐ کو عبرانی زبان میں لفظ احمدؐ سے یاد کیا گیا ہے جس کو یونانی میں ترجمہ کرتے وقت "پیرکلوطوس" کے مترادف سمجھا گیا جو بعد میں بگڑکر "پاراکلی طوس" اور "پار اکلوس" ہوگیا۔ "پیرطوس" کے معنی بھی احمد و محمد کے ہیں۔ "فارقلیط" اس کا معرب ہے جس کا ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۳ء میں اردو اناجیل میں ترجمہ "روح القدس" کردیا گیا اس کے بعد پھر ترمیم ہوئی اب صرف "روح حق" ہے۔

صلیبی جنگوں سے قبل تمام دنیا کے عیسائی "فارقلیط" سے مراد ایک ایسا شخص لیتے تھے جو جناب مسیح کے بعد پیغمبر ہوکر دنیا میں آئے گا۔ اسی وجہ سے جناب مسیح کے بعد ایک عرصۂ دراز تک جھوٹے فارقلیط پیدا ہوتے رہے چناں چہ ۱۵۰ء میں مونٹانیس نامی ایک شخص نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا تھا (ملاحظہ ہو تاریخ کلیسا مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ء صفحہ ۲۰۵)

اسی طرح مینیس بھی فارقلیط ہونے کا دعویدار تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب سے سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں یورپین اقوام نے زک اٹھائی ہے تب سے یورپ کے پادری مقدس انجیل میں تحریفات کے مرتکب ہوئے جو آج تک جاری ہے اسی وجہ سے عیسائی مذہب میں بہت سے فرقے ہوگئے۔ مانی ٹیرن اور ریونی ٹیرن وغیرہ فرقے ان انجیلوں کو نہیں مانتے جن کو اور فرقے مانتے ہیں۔ رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کی انجیلوں کو نہیں ملتے۔

مسٹر وارڈ اپنی کتاب "غلطنامہ" میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر مل نے بائبل کے مختلف نسخے ملائے تو تیس ہزار اختلاف پائے۔ ڈاکٹر گریسباخ نے ۳۵۵ نسخوں کا مقابلہ کیا تو

ڈیڑھ لاکھ اختلافات ملے ۔ بہرصورت اگر "فارقلیط" کے لفظ یا معنی میں تحریف ہوئی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے ۔ بحمداللہ بعض پادری ایسے اب بھی موجود ہیں جو دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ آئندہ آنیوالے کی بابت جناب مسیح نے جو پیشنگوئی کی ہے وہ فارقلیط بمعنی احمدؐ و محمدؐ ہے (ملاحظہ ہو تفسیر انجیل از پادری جی مرے میچل مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۰۶) اسی طرح گاڈفری ہیگنس اور بشپ مارشن نے لمبی چوڑی بحث کے بعد ثابت کیا ہے کہ جناب مسیح نے جو پیشنگوئی کی ہے اس میں لفظ فارقلیط بولا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خطبات احمدیہ صفحہ ۶۳۹ تا صفحہ ۶۵۳)

ماہنامہ سیکولر ڈیموکریسی (اردو) (نومبر ۱۹۷۲ء کا شمارہ) "قومی شاعری نمبر"

ہوگا ۔ اس موضوع پر پروفیسر احتشام حسین، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، علی جواد زیدی اور عرش ملسیانی کے مضامین کے علاوہ مندرجہ ذیل شعرائے کرام بھی شرکت فرما رہے ہیں ۔

سردار جعفری ۔ فراق گورکھپوری ۔ ساغر نظامی ۔ زکیہ ساغر ۔ ساحر لدھیانوی ۔ جان نثار اختر ۔ اختر الایمان ۔ مجروح سلطان پوری ۔ ندا فاضلی ۔ مخمور سعیدی ۔ گوپال متل ۔ زبیر رضوی ۔ سلام مچھلی شہری ۔ رفعت سروش ۔ کمار پاشی ۔ کرشن موہن ۔ جگن ناتھ آزاد ۔ خلیل الرحمٰن اعظمی ۔ حسن نعیم ۔ معین احسن جذبی ۔ عمیق حنفی ۔ ممتاز مرزا ۔ غلام ربانی تاباں ۔ مخمور جالندھری ۔ سکندر علی وجد ۔ بلراج کومل ۔ اسلم پرویز ۔ بمل کرشن اشک ۔ وقار خلیل ۔ راج نرائن راز ۔ شہریار ۔ قاضی سلیم ۔ شمیم کرہانی ۔ فرقت کاکوروی ۔ یوسف ندیم ۔ حسرت جے پوری ۔ کیفی اعظمی ۔

سالانہ چندہ دس روپے ۔ فی کاپی ایک روپیہ

ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر ارسال فرمائیں

۱۹-اے تھیٹر کمیونیکیشن بلڈنگ ۔ کناٹ سرکس ۔ نئی دہلی ۱

امام دارمی اور اُن کی سنن

از مولوی محمد عبد اللہ صاحب رفیق ندوۃ المصنفین

زیر ترتیب کتاب "الترغیب والترھیب" جس کا تشریحی ترجمہ ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہو رہا ہے اس کے مقدمہ میں تذکرۃ محدثین کے ذیل میں امام دارمی اور ان کی سنن کا مختصر سا تذکرہ آیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں امام دارمی اور ان کی سنن پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

(برہان)

نام ونسب | کنیت ابو محمد نام عبد اللہ سلسلہ نسب عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد التمیمی الدارمی السمرقندی[1]۔

دارمی بکسر راء دارم بن مالک بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ بنو تمیم کی ایک بڑی شاخ ہے[2]۔

اور سمرقند میں چونکہ رہائش تھی اس لئے اس کی طرف بھی نسبت ہے۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۲ ص ۱۰۵ و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴۔

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۲۳ و تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹

پیدائش مشہور امام حدیث عبداللہ بن مبارک کا سن وفات ان کا سال پیدائش ہے یعنی سن ایک سو اکیاسی ہجری (۱۸۱ھ)

تعلیم، اساتذہ اور تلامذہ دارمی نے نضر بن شمیل، یزید بن ہارون، جعفر بن عون ابوالنضر ہاشم بن القاسم، مروان بن محمد الطاطری، اشہل بن حاتم، حبان بن ہلال، محمد بن یوسف الفریابی، اسود بن عامر، وہب بن جریر اور ابو عاصم وغیرہم سے علم حاصل کیا۔[1] تحصیل علم کے لئے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خراسان، شام، عراق اور مصر کا سفر کیا۔ آپ کے شاگردوں کی فہرست میں امام مسلم صاحب صحیح، امام ابوداؤد، امام ترمذی، الحسن بن الصباح البزار، بندار، الذہلی، ابوزرعہ، ابوحاتم، یحییٰ بن مخلد، جعفر بن محمد، الفریابی اور حافظ عیسیٰ بن عمر بن العباس السمرقندی جیسے فن حدیث کے آفتاب و ماہتاب شامل ہیں جن میں سے ذہلی تک کے شاگردوں کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عمر میں دارمی سے بڑے تھے۔[2]

امام مسلم نے دارمی سے تہتر ۷۳ حدیثیں لی ہیں۔[3] حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ سنن کے علاوہ دوسری کتابوں میں امام نسائیؒ نے بھی دارمی سے روایت کی ہے۔[4] ابن عدی نے "الکامل" میں ایک حدیث امام نسائیؒ سے نقل کی ہے جسے وہ امام دارمی سے روایت کرتے تھے۔[5] اور امام اہل الدنیا فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری کے علاوہ آپ سے روایت کی ہے۔[6] امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبداللہ بھی دارمی کے زمرۂ تلامذہ میں شامل ہیں۔

محدثین کی نظر میں دارمی کا مقام خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ دارمی کا شمار حفاظ

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۶ [2] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵
[3] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۶ [4] تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۵ [5] تہذیب ج ۵ ص ۲۹۶ [6] ایضاً ج ۵ ص ۲۹۵

حدیث میں ہے آپ طلب علم کیلئے کثرت سے سفر کیا کرتے تھے، ثقہ متقی اور زاہد تھے۔ بادشاہ وقت نے آپ کو سمرقند کا قاضی بنانا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا سلطان نے اصرار کر کے زبردستی انھیں قاضی بنادیا لیکن صرف ایک مقدمہ کا فیصلہ کر کے مستعفی ہو گئے۔ نیز فرماتے ہیں کہ عقلمندی اور فضل میں انتہائی کمال رکھتے تھے۔ دیانتداری، بردباری، جدوجہد اور عبادت میں ضرب المثل تھے[۱]۔

امام احمد بن حنبل کے سامنے دارمی کا ذکر آیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ میرے سامنے کفر پیش ہوا تھا میں نے رد کر دیا اور دارمی کے سامنے دنیا پیش کی گئی تھی انھوں نے اسے ٹھکرا دیا۔"

اسحق بن داؤد سمرقندی کہتے ہیں کہ میرے ایک ملنے والے نے بیان کیا کہ میں امام احمد بن حنبل کے پاس گیا اور ان کے سامنے ابن المنذر کی تعریف کرنے لگا تو امام احمد نے فرمایا کہ میں ان کو کچھ نہیں جانتا۔ ہمارے دوستوں کو ہم سے بچھڑے زمانہ ہو گیا ہے، تمہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی کے متعلق بھی کچھ خبر ہے؟ تم اس سردار کو دیکھو، تم اس سردار کو دیکھو، تم اس سردار کو دیکھو (تین بار فرمایا)

رجاء بن جابر مرجی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو دیکھا شاذکونی کو دیکھا، اسحٰق بن راہویہ کو دیکھا اور ابن المدینی کو دیکھا لیکن قوتِ حافظہ میں کسی کو بھی عبداللہ دارمی کا ہمسر نہیں پایا۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) اپنے ہم عصروں کے امام تھے[۲]۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ دارمی حفظ و تقوی میں ہم پر غالب آگئے[۳] حافظ ذہبی نے ان کے نام کے ساتھ الامام الحافظ شیخ الاسلام کے الفاظ لکھے ہیں۔ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد سے سوال کیا کہ ابا جان! حفاظ کون کون ہیں؟

---

[۱] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹ ۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۵، [۲] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۱ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۶، [۳] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵ و شذرات الذہب ج ۲ ص ۱۳۰

حضرت امام نے فرمایا عزیزمن! خراسان کے چند نوجوان تھے جواب منتشر ہو چکے ہیں۔ صاحبزادے نے پھر سوال کیا کہ ابا جان! وہ ہیں کون کون؟ امام احمد بن حنبل نے جواب دیا۔ کہ: محمد بن اسماعیل بخاریؒ (۲) عبداللہ بن عبدالکریم الرازیؒ (۳) عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی (الدارمی) (۴) الحسن بن شجاع البلخیؒ [1]

بنداؒر فرماتے ہیں کہ دنیا میں (اس وقت) چار حافظ حدیث ہیں۔ (۱) ابوزرعہ "رَی" میں (۲) مسلم بن الحجاج "نیشاپور" میں۔ (۳) عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) سمرقند میں۔ (۴) اور محمد بن اسماعیل "بخارا" میں [2] شیخ محی الدین النووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ دارمی اپنے زمانہ میں مسلمانوں کے حفاظ حدیث میں سے ایک تھے۔ علم و فضل میں بہت کم کوئی ان کی برابری کر سکتا تھا [3]۔ محمد بن عبداللہ بن المبارک المخرمی نے اہلِ خراسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے اہلِ خراسان، جب تک تمہارے درمیان عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) موجود ہیں کسی دوسرے کی طرف رُخ نہ کرنا [4]۔ ابوسعید الاشج فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہمارے امام ہیں [5]۔ ابن الشرقی کہتے ہیں کہ خراسان نے پانچ ائمۂ حدیث پیدا کئے ہیں ان میں دارمی کا بھی ذکر کیا [6]۔ ابوحاتم بن حِبّان کہتے ہیں کہ "کان من الحفاظ المتقنین واھل الورع والدین" اور فرماتے ہیں کہ دارمی حدیث کے یاد کرنے والے، جمع کرنے والے، اسے سمجھنے اور اس پر تصنیف کرنے والے محدث تھے۔ اپنے وطن میں حدیث کو پھیلایا اور اس کی حفاظت و حمایت کی اور مخالفین کی مخالفت کا خاتمہ کیا [7]۔

علمی خدمات تصنیف و تالیف

امام دارمی نے اپنے وقت کے فرقۂ باطلہ جہمیہ کے رد میں متعدد کتابیں تصنیف کیں [8]۔ آپ کی تصانیف میں سب سے

---

[1] مقدمہ سنن دارمی ص۲ از مولانا عبدالرشید کشمیری (مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۳ھ) [2] مقدمہ سنن دارمی ص۲
[3] ایضاً ص۲ [4] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص۳۱ [5] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص۳۱، [6] تہذیب ج ۵ ص۱۹۵، [7] تہذیب ج ۵ ص۲۹۶
[8] تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ج ۱ ص۲ للعلامۃ السیالبی الوزیر احمد حسن السنبھلی المتوفی ۱۳۳۶ھ (مطبع انصاری دہلی ۱۳۱۵ھ)

زیادہ مشہور کتاب "سنن" ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کو بجائے "سنن" کے "مسند"[1] کہا ہے۔ لیکن ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں اس کو وہم قرار دیا ہے[2]۔ اور صاحب کشف الظنون نے شرح الفیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن الصلاح نے اس کو مسانید میں شمار کرکے غلطی کی ہے[3]۔ ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ "علوم الحدیث" میں بھی اس کو "مسند دارمی" کے نام سے ہی ذکر کیا ہے۔ اس پر بھی حافظ عراقی نے شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ان کا وہم ہے[4]"

حافظ عراقی نے ایک عجیب وغریب شبہ ظاہر کیا ہے کہ :

انهم ذکروا فی ترجمة الدارمی	مورخین نے امام دارمی کے حالات میں لکھا ہے
ان له الجامع والمسند والتفسیر	کہ ان کی تصانیف میں ایک جامع ایک مسند اور
وغیرہ ذلك فلعل الموجود هو الجامع	ایک تفسیر وغیرہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ موجود جو ہے وہ
والمسند قد فقد[5]	جامع ہو اور مسند مفقود و نایاب ہوگئی ہو۔

عراقی کا یہ شبہ اگرچہ بالکل نرالا ہے اور تعجب ہے کہ بعد والوں نے اس سے کسی قسم کا تعرض بھی نہیں کیا حتیٰ کہ مجھے کہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کے کلام میں بھی اس سے اتفاق یا اختلاف نہیں ملا۔ تدریب الراوی میں سیوطی نے اس کو نقل کرکے خاموشی اختیار کرلی ہے اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی الاجوبۃ الفاضلۃ میں اسے نقل کیا ہے لیکن یہ شبہ ہے اہم اس لئے کہ جب ان کی تصانیف میں دو کتابیں ایک سنن اور ایک جامع ہیں اور ایک کتاب جس کی ترتیب بطرز

---

[1] "سنن" حدیث کی وہ کتاب کہلاتی ہے جس میں حدیثیں فقہی ترتیب سے لکھی جائیں اور "مسند" وہ کتاب کہلاتی ہے جس میں ہر صحابی کی کل روایات ایک جگہ جمع کردی جائیں اور ابواب کی کوئی رعایت نہ ہو [2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۳، [3] کشف الظنون ج ۲ ص۱۳۲۷، مقدمہ سنن دارمی ص۔ (نوٹ) صاحب کشف الظنون نے غالباً شہرت کی رعایت کرتے ہوئے اس کو مسانید کے تحت بیان کیا ہے ـــ

[4] "التقیید والایضاح شرح علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن الصلاح ص۱۲ لزین الدین العراقی

[5] الاجوبۃ الفاضلۃ ص

جوامع ہے دستیاب ہے تو کیا بعید ہے کہ یہی وہ جامع ہو اور مسند کوئی اور ہو۔ عراقی کے اس شبہ نے یہ ایک مستقل تحقیق طلب سوال پیدا کر دیا ہے۔ اگرچہ ان کے اس قول میں اور مذکورہ بالا بیان میں تعارض ہے کہ ابن الصلاح نے سنن دارمی کو مسند کہہ کر غلطی کی ہے کیونکہ جب یہ احتمال موجود ہے کہ مسند کوئی اور ہو اور جامع یہ ہو تو پھر اس اعتراض کا کیا موقع ہے کہ ابن الصلاح نے جامع کو مسند کہہ دیا، ہو سکتا ہے کہ ابن الصلاح نے جسے مسند کے نام سے ذکر کیا ہے وہ مسند ہی ہو۔ لیکن حافظ عراقی نے بھی اس کو علی الصحیح ذکرہ ۔۔۔ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے یعنی میرے اس اعتراض کے ساتھ ساتھ یہ شبہ بھی ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ خود حافظ عراقی کو اگر اس شبہ کا حل مل جاتا تو انھیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ بہرحال یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ امید ہے کوئی صاحب اس پر توجہ فرمائیں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا تذکرہ کتاب السنن المسمی بمسند الدارمی (کتاب السنن جو مسند دارمی کے نام سے موسوم ہے) کے الفاظ میں کیا ہے۔

سنن دارمی کا مرتبہ اس کتاب کی سند صحاح کی اکثر کتابوں سے عالی ہے اس لئے اس کا مقام بھی بہت بلند ہے اور محدثین نے بہت اونچے الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ حافظ علاؤ الدین مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ نے اس کو الصحیح کہا ہے اور ان سے قبل ہماری اس کتاب الترغیب والترہیب کے مصنف علامہ زکی الدین المنذری المتوفی ۶۵۶ھ اس کو الصحیح لکھ چکے ہیں بلکہ حافظ مغلطائی نے تو کہا ہے کہ اہلِ علم کی ایک جماعت اس کو الصحیح کہتی ہے[۱]۔ اور بعض علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ سنن دارمی صحیح بخاری سے پہلے لکھی گئی ہے۔ حافظ ابن حجر اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مجھے یہ تسلیم نہیں ہے الا جسے اس کا دعویٰ ہو وہ ثبوت پیش کرے۔"

---

[۱] مقدمہ سنن دارمی ص

اس کا جواب ترکی بہ ترکی علامہ سید محمد بن اسماعیل الامیر نے اپنی شرح توضیح الافکار علی تنقیح الانظار میں دیا ہے کہ "جسے صحیح بخاری کی تصنیف کے مقدم ہونے کا دعویٰ ہو وہ کبھی اس کا ثبوت پیش کرے[1]" حافظ مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ کی جگہ اگر سنن دارمی کو رکھا جائے تو بہت مناسب ہے۔[2]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:

انہ لیس دون السنن فی المرتبۃ بل لو ضم الی الخمسۃ لکان اولی من ابن ماجۃ فانہ امثل منہ بکثیر[3]	سنن دارمی مرتبہ میں دیگر کتب سنن سے کم نہیں ہے بلکہ اگر اسے پانچ کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی) کے ساتھ ابن ماجہ کی جگہ میں لگا دیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کیونکہ یہ ابن ماجہ سے بدرجہا فائق ہے۔

ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں حافظ ابن حجر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے:

ینبغی ان یجعل مسند الدارمی سادسا للخمسۃ بدلہ فانہ قلیل الرجال الضعفاء، نادر الاحادیث المنکرۃ والشاذۃ وان کان فیہ احادیث مرسلۃ وموقوفۃ فھو مع ذلک اولی منہ[4]	مناسب یہ ہے کہ پانچ کتابوں کے ساتھ ملاکر چھٹی کتاب مسند دارمی قرار دی جائے کیونکہ اس میں ضعیف راوی کم ہیں اور منکر و شاذ روایات بھی نادر ہیں۔ اور اگرچہ اس میں چند مرسل وموقوف حدیثیں بھی ہیں لیکن اسکے باوجود یہ سنن ابن ماجہ سے اولیٰ ہے۔

---

[1] مقدمہ سنن دارمی ص ث [2] ایضاً [3] تدریب الراوی ص ۱۰۲ للسیوطی، کشف الظنون ج ۲ ص ۴۳۳
[4] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳، فی ترجمۃ ابن ماجہ

محترم مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی فرماتے ہیں کہ "واما اضافۃ الدارمی بدل ابن ماجۃ فالقول بہ حادث وقع بعد اضافۃ سنن ابن ماجۃ الی الکتب الخمسۃ" یعنی دارمی کو چھٹی کتاب قرار دینے کا قول حادث اور نیا ہے جو ابن ماجہ کو چھٹی کتاب قرار دیئے جانے کے بعد سامنے آیا ہے لیکن یہ بات خود ثابت نہیں ہے کہ ابن ماجہ کسی بھی دور میں بلا اختلاف چھٹی کتاب مانی گئی ہو۔ علامہ رزین بن معاویۃ العبدری المتوفی ۵۳۵ھ نے پانچ صحاح کے ساتھ چھٹی کتاب موطا امام مالک قرار دی ہے۔ علامہ ابن الاثیر المتوفی ۶۰۶ھ نے جامع الاصول میں یہی مسلک اختیار کیا ہے اور یہی ابن الدیبع الشیبانی متوفی ۹۴۴ھ نے جامع الاصول کی تلخیص تیسیر الوصول میں کیا ہے۔ حافظ مغلطائی، حافظ العلائی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری وغیرہم کی رائیں آپ کے سامنے ہیں ایسی صورت میں یہ کیسے درست ہے کہ ہم سنن ابن ماجہ کے چھٹی کتاب ہونے کو ایک طے شدہ مسئلہ سمجھ لیں۔

اور جن لوگوں نے ابن ماجہ کی تعریف کی ہے ان کے الفاظ دیکھئے تو تعریف کے ساتھ تقریباً ہر ایک نے تنقید ضرور کی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے "کلہا جیاد سوی الیسیر" یعنی سب حدیثیں اچھی ہیں سوائے چند احادیث کے (ج ۱۱ ص ۵۲)، حافظ ذہبی نے کہا ہے "کتاب حسن لولا ما کدرہ من احادیث واھیۃ لیست بالکثیرۃ"، یعنی یہ کتاب بہت عمدہ تھی اگر اسے چند بے اصل حدیثوں نے مکدر نہ کر دیا ہوتا اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔

محترم مولانا محمد علی کاندھلوی دارمی کے متعلق حافظ ابن حجر کی مذکورہ بالا رائے نقل کرنے کے بعد اسے کمزور کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔

"لیکن اس تصریح کے باوجود حافظ ابن حجر کا عمل اس کے خلاف ہے چنانچہ محدث محمد بن اسماعیل الیمانی لکھتے ہیں کہ "صحاح خمسہ کے ساتھ موطا بھی

عہ بفتح الدال وسکون الیاء المثناۃ التحتانیۃ وبفتح الباء الموحدۃ وفی آخرہا عین مہملۃ ساکنۃ

ہے جیسا کہ جامع الاصول میں ابن الاثیر نے کہا اور کچھ لوگوں نے اس کی جگہ ابن ماجہ کو رکھا ہے۔ اسی کے پیش نظر حافظ ابوالحجاج المزی نے تہذیب الکمال میں رجال کی ترتیب قائم کی ہے اور اسی راہ کو اس کتاب کے اختصار میں حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور علامہ خزرجی نے خلاصہ میں اختیار کیا ہے[۵]"

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس اقتباس کو ذکر کرکے یہ کہنا کہ ابن حجر کا عمل ان کی مذکورہ بالا رائے کے خلاف ہے کسی طرح درست نہیں۔ یہاں ابن حجر اپنی طرف سے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ حافظ مزی کی کتاب تہذیب الکمال کا اختصار کر رہے ہیں اور چونکہ اصل کے مصنف کا رجحان ابن ماجہ کو سادس ستہ قرار دینے کی طرف ہے اس لئے اس کے اختصار میں اسی رائے کا باقی رکھنا ضروری ہے لہذا اس کو ابن حجر کی رائے قرار دینا ہی صحیح نہیں ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رائے پر دوسرا اعتراض محترم مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی نے کیا ہے۔ چنانچہ "ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجۃ" میں اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے حافظ کا کلام نقل کرنے کے بعد " تناقض ابن حجر فی ھذا الباب " کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت نقل کیا ہے کہ حافظ مغلطائی نے جو سنن دارمی کو "الصحیح" کہا ہے حافظ ابن حجر کو اختلاف ہے۔ ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ:- (۱) دارمی "الصحیح" ہے یا نہیں (۲) اور ابن ماجہ کے مقابلہ میں دارمی مقدم ہے یا نہیں؟ یہ دونوں بالکل الگ باتیں ہیں۔ حافظ مغلطائی کی رائے ہے کہ دارمی "الصحیح" کا درجہ رکھتی ہے حافظ ابن حجر کو اس سے اتفاق نہیں دوسری رائے حافظ مغلطائی اور صلاح الدین العلائی وغیرہما کی یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ کے بمقابلہ سنن دارمی صحاح ستہ میں جگہ پانے کی زیادہ حقدار ہے اس رائے سے حافظ ابن حجر کو پورا پورا اتفاق بلکہ وہ دارمی کو ابن ماجہ سے بدرجہا

---

[۵] امام اعظم اور علم الحدیث ص۳۴۳ مصنفہ مولانا محمد علی کاندھلوی بحوالہ توضیح الافکار ج ۱ ص۵۵

بہتر قرار دیتے ہیں۔ لہذا ان دونوں باتوں کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر کے کلام میں تناقض قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

علامہ شیخ محمد عابد سندھی نے امام صلاح الدین العلائی سے نقل کیا ہے کہ :۔

لو قدم مسند الدارمی بدل ابن ماجۃ لکان سادسالکان اولیٰ[۱]

اگر مسند دارمی کو سنن ابن ماجہ کی جگہ میں رکھ دیا جائے اور اسے چھٹی کتاب قرار دیا جائے تو بہت اچھا ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ "بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ سنن دارمی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کو صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کی جگہ دی جائے اس لئے کہ اس میں ضعیف رجال بہت کم ہیں اور منکر و شاذ روایات بھی اس میں شاذ و نادر ہیں اور سندیں بھی اس کی عالی ہیں اور اس میں بخاری سے بھی زیادہ ثلاثیات[۲] ہیں[۳] ابو حاتم نے دارمی کی ثلاثیات کی تعداد پندرہ بیان کی ہے[۴]۔

پہلی حدیث ثلاثی یہ ہے۔ دارمی کہتے ہیں۔ حدثنا جعفر بن عون انبانا یحیٰی بن سعید عن انس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما قام بال فی ناحیۃ المسجد[۵] الخ

اس حدیث میں امام دارمی اور رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں جعفر بن عون، یحیٰی بن سعید اور حضرت انس صحابی رضی اللّٰہ عنہ۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے تدوین حدیث میں ایک جگہ سنن دارمی کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث کی مستند کتاب اور اس کا درجہ صحاح کی اکثر کتابوں سے بلند ہے[۶]

---

۱ قالہ الشیخ السندھی فی ثبتہ۔ (مقدمہ سنن دارمی ص۲) ۲ "ثلاثی" وہ روایت کہلاتی ہے جس کی سند میں محدث کے اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔ ۳ مقدمہ مشکوٰۃ ص۲، ۴ مقدمہ سنن دارمی ص۱ ۵ سنن دارمی ص۱۰۰ باب البول فی المسجد ۶ تدوین حدیث ص۲۹۶